International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630 (P),3006-8304(E)

بدھ مت اور سکھ مت کے عائلی احکام کا تقابلی و تنقیدی جائزہ

A COMPARATIVE AND CRITICAL ANALYSIS OF FAMILY LAWS IN BUDDHISM AND SIKHISM

1.Rahat Nazir
waseemmukhtar484@gmail.com

Phd Scholar, Departmentof Arabic and Islamic Studies,The University of Lahore, Punjab.

2. Dr. saima
saima@ais.uol.edu.pk

Assistant Professor, Departmentof Arabic and Islamic Studies,The University of Lahore, Punjab.

Vol. 03, Issue, 02, April-June 2024, PP:48-71

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-04-25	03-05-25	30-06-25

Abstract

Buddhism, as a major religious and philosophical tradition of the Indian subcontinent, presents a distinctive worldview that shapes its understanding of family life and social relations. Rooted in the principles of compassion, moral discipline, and liberation from worldly attachments, Buddhist teachings approach family matters through the lens of ethical conduct rather than legal obligation. This research explores Buddhist family norms with a critical perspective, examining foundational concepts related to marriage, marital harmony, parental duties, inheritance, and communal responsibilities.The study investigates how Buddhist ideals—such as the Middle Way, detachment, and the cultivation of virtuous behavior inform and regulate interpersonal relationships within the

CC BY

household. It further analyzes the extent to which Buddhist societies integrate traditional family structures with religious doctrine, and how these teachings adapt to contemporary social realities. Drawing upon canonical texts, historical sources, and modern scholarly works, this research highlights the unique contributions of Buddhism to family ethics while also identifying areas where its principles diverge from or intersect with other religious systems. Ultimately, the study aims to enhance academic understanding of Buddhist family thought and provide a meaningful basis for comparative analysis within the broader discipline of religious studies.

***Key Words**: Buddhist Family Laws,Marriage and Divorce in Buddhism,Ethical Teachings, Comparative Religious Studies, Moral Framework in Buddhism.*

موضوع کا تعارف:

بدھ مت برصغیر میں جنم لینے والا ایک اہم غیر سامی مذہب ہے، جو اپنی اخلاقی تعلیمات، روحانی رجحانات اور انسانی کردار سازی کے اصولوں کی بدولت پوری دنیا میں پہچانا جاتا ہے۔ اس مذہب کی بنیاد بیرونی دنیا سے بے نیازی، خواہشات کی نفی اور انسان کے باطنی ارتقا پر رکھی گئی ہے۔ بدھ مت کے نزدیک حقیقی نجات اسی وقت ممکن ہے جب انسان مادیت پرستی، لالچ، غصہ اور خواہشاتِ نفس سے خود کو آزاد کرکے درمیانی راہ (Middle Path) اختیار کرے۔ اسی وجہ سے بدھ مت کے سماجی اور خاندانی نظام پر بھی ترکِ دنیا، سادگی اور روحانی طہارت کے اثرات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ بدھ مت میں خاندان کو سماجی زندگی کی ایک اہم اکائی تو سمجھا جاتا ہے، لیکن اسے مذہبی نجات کی بنیادی شرط قرار نہیں دیا جاتا۔ بدھ راہبوں کے لیے تجرد اور دنیاوی تعلقات سے دوری اختیار کرنا ایک اعلیٰ درجے کا روحانی مقام ہے، جب کہ عام پیروکاروں کے لیے اخلاق، ضبطِ نفس، میانہ روی اور خاندانی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی تلقین کی جاتی ہے۔ شادی کے بارے میں بدھ مت کا تصور زیادہ تر سماجی ضرورت کے طور پر سامنے آتا ہے، نہ کہ مذہبی فریضے کے طور پر۔ اسی طرح میاں بیوی کے تعلقات میں باہمی احترام، امانت داری، عدم تشدد، اور ذہنی سکون کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ مذہب عائلی زندگی میں اعتدال اور اخلاقیات کے فروغ پر زور دیتا ہے۔ بچوں کی تربیت، خاندان کے افراد کے حقوق اور معاشرتی ذمہ داریوں کے حوالے سے بدھ مت کی تعلیمات انسانیت، رواداری، رحم دلی اور ایثار جیسے اعلیٰ اخلاقی اصولوں کے تحت منظم ہیں۔ بدھ مت کا خاندانی نظام براہ راست روحانی مقصدیت سے جڑا ہوا ہے، اس لیے ہر عائلی حکم کے پس منظر میں اخلاقی پاکیزگی اور روحانی اصلاح کا تصور کارفرما نظر آتا ہے۔ اس تحقیقی مطالعے میں بدھ مت کے عائلی احکام کا تنقیدی جائزہ اس مقصد سے پیش کیا جاتا ہے کہ قارئین اس مذہب کے خاندانی تصورات، سماجی اصولوں اور اخلاقی نظریات کو زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکیں، اور دیگر مذاہب کے عائلی نظاموں کے ساتھ اس کا تقابلی تجزیہ بھی ممکن ہو سکے۔

راہبانہ زندگی کی اہمیت

Buddhist practice is heavily monastic and therefore celibate. However, there exist a great multiplicity of approaches to sexuality in Buddhist literature and practice, and there are many teachings concerning what it means to be a sexual being. Unlike Western monastic practice, which prohibits sex because it is seen as being immoral, Buddhist monastic practice prohibits it because it is a major distraction for anyone engaged on the Buddhist path. This view of sex is connected to the position that suffering is supported by cravings.(1)

بدھ مت کی مشق بہت زیادہ خانقاہی ہے اور اس لیے برہمی ہے۔ تاہم، بدھ مت کے ادب اور عمل میں جنسیت کے بارے میں بہت سے نقطہ نظر موجود ہیں، اور اس بارے میں بہت سی تعلیمات موجود ہیں کہ جنسی وجود کا کیا مطلب ہے۔ مغربی راہبانہ عمل کے برعکس، جو جنسی عمل کو ممنوع قرار دیتا ہے کیونکہ اسے غیر اخلاقی سمجھا جاتا ہے، بدھ راہبانہ عمل اس کو ممنوع قرار دیتا ہے کیونکہ یہ بدھ مت کے راستے پر چلنے والے ہر شخص کے لیے ایک بڑا خلفشار ہے۔ جنس کے بارے میں یہ نظریہ اس پوزیشن سے جڑا ہوا ہے کہ مصائب کی تائید خواہشات سے ہوتی ہے۔"

These cravings ensnare one in the cycle of samsaric existence. Sex is an entanglement, and it produces additional entanglements in the form of family relations. Just as the Buddha felt the need to renounce these entanglements of family in order to cultivate, so too do Buddhist monks. Thus sexuality is not a moral issue; it is a practical one. For laypeople, sexual conduct is not greatly discussed in the Buddhist literature.(2)

یہ خواہشیں سمساری وجود کے چکر میں پھنس جاتی ہیں۔ جنس ایک الجھن ہے، اور یہ خاندانی تعلقات کی صورت میں اضافی الجھنیں پیدا کرتی ہے۔ جس طرح بدھ نے کھیتی باڑی کرنے کے لیے خاندان کی ان الجھنوں کو ترک کرنے کی ضرورت محسوس کی، اسی طرح بدھ بھکشو بھی کرتے ہیں۔ اس طرح جنسیت کوئی اخلاقی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک عملی ہے عام لوگوں کے لیے، بدھ مت کے ادب میں جنسی سلوک پر زیادہ بحث نہیں کی گئی ہے۔"

جنسی تعلقات سے متعلق احکام

All devout lay Buddhists take the five vows (PANCA SILA), which include the injunction not to engage in inappropriate sexual behavior. But the norms for that behavior are left unexpectedly open. Thus modern Buddhists in some countries accept birth control, homosexuality, and even abortion. In contrast, life inside the Buddhist monastery is strictly regulated by the VINAYA rules of conduct. Sexual intercourse results in expulsion.(3)

تمام عقیدت مند بدھ مت کے ماننے والے پانچ قسمیں کھاتے ہیں (PANCA SILA)، جس میں نامناسب جنسی رویے میں ملوث نہ ہونے کا حکم شامل ہے۔ لیکن اس طرز عمل کے اصول غیر متوقع طور پر کھلے رہ گئے ہیں۔ اس طرح کچھ ممالک میں جدید بدھ مت ماننے والے پیدائشی کنٹرول، ہم جنس پرستی اور یہاں تک کہ اسقاط حمل کو بھی قبول کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، بدھ خانقاہ

کے اندر زندگی سختی سے وِنایا ضابطہ اخلاق کے ذریعے منضبط ہے۔ جنسی ملاپ کے نتیجے میں اخراج ہوتا ہے۔"

بدکرداری سے بچاؤ کے احکام

Intercourse is carefully defined as any type of penetration of any orifice, including the anus and the mouth. The rules for nuns are equally onerous. Nuns cannot touch another person's body between shoulders and knees and cannot meet alone with a man. And unlike monks, nuns are not allowed to meet with other women. They are also not allowed to sleep two in a single bed, unless one is sick. Masturbation is an offense for both monks and nuns, although not as serious as intercourse.[(4)]

جماع کو احتیاط کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے کہ کسی بھی سوراخ کے کسی بھی قسم کے دخول، بشمول مقعد اور منہ۔ راہباؤں کے لیے قوانین بھی اتنے ہی سخت ہیں۔ راہبہ کسی دوسرے شخص کے جسم کو کندھوں اور گھٹنوں کے درمیان نہیں چھو سکتیں اور نہ ہی کسی مرد سے اکیلے مل سکتی ہیں۔ اور راہبوں کے برعکس، راہباؤں کو دوسری عورتوں سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ انہیں ایک بستر پر دو سونے کی بھی اجازت نہیں ہے، جب تک کہ کوئی بیمار نہ ہو۔ مشت زنی راہبوں اور راہباؤں دونوں کے لیے ایک جرم ہے، حالانکہ جماع جتنا سنگین نہیں۔

The Vinaya rules for monks were, of course, written by men. That they spell out sexual rules in such detail may indicate the difficulties monks experienced in living up to the demands of celibacy. And since many of the cultures were patriarchal, much of the blame for their difficulties was placed on women. Women in Buddhist thinking were considered to be more subject to sexual desire than men and less able to control their desires, hence their more elaborate rules.[(5)]

راہبوں کے لیے ونایا کے اصول یقیناً مردوں کے لکھے ہوئے تھے۔ یہ کہ وہ جنسی قوانین کو اس طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں کہ راہبوں کو برہمی کے تقاضوں کو پورا کرنے میں درپیش مشکلات کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔ اور چونکہ بہت سی ثقافتیں پدرانہ تھیں، اس لیے ان کی مشکلات کا زیادہ تر الزام خواتین پر ڈال دیا گیا۔ بدھ مت کی سوچ میں خواتین کو مردوں کے مقابلے جنسی خواہش کا زیادہ تابع سمجھا جاتا تھا اور وہ اپنی خواہشات پر قابو پانے کے قابل نہیں تھے، اس لیے ان کے زیادہ وسیع قوانین۔"

MAHAYANA BUDDHISM thought allowed that the act was less important than the intention behind it. Thus it was possible for an individual to engage in sex while not being influenced by it. The BODHISATTVA precepts, which reflect this newer Mahayana way of thinking, now dominate monastic discipline in Japan.(6)

"مہایانا بدھ مت کے خیال نے اجازت دی کہ یہ عمل اس کے پیچھے کی نیت سے کم اہم تھا۔ اس طرح ایک فرد کے لیے اس سے متاثر نہ ہوتے ہوئے جنسی عمل میں مشغول ہونا ممکن تھا۔ بودھی ستوا کے اصول، جو اس نئے مہایان طرز فکر کی عکاسی کرتے

ہیں، اب جاپان میں خانقاہی نظم وضبط پر حاوی ہیں۔"

In Japan sexual misconduct no longer leads to expulsion, rather to the need for repentance. Male homosexuality also became more widespread in Japanese monasteries. Japan eventually eliminated the requirement for celibacy altogether. It is the only Buddhist culture to do so.(7)

جاپان میں جنسی بد تمیزی اب بے دخلی کا باعث نہیں بنتی بلکہ توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جاپانی خانقاہوں میں بھی مردانہ ہم جنس پرستی زیادہ پھیل گئی۔ جاپان نے بالآخر برہمی کی شرط کو یکسر ختم کر دیا۔ ایسا کرنے کے لیے یہ واحد بدھ ثقافت ہے۔"

گھریلو زندگی اور دینی اعمال

بدھ مت بنیادی طور پر خاندان اور اس کے معاملات سے متعلق دین نہیں ہے۔ مختلف وجوہات کی بناء پر، یہ خاندان کے نظریاتی معیارات یا خانوادوں اور گھریلو اداروں کے اسوہ کا مالک نہیں ہے۔ ان میں سے کچھ وجوہات میں ترکِ دنیا، دستبرداری، لاتعلقی، اور ان عوامل کی بدولت فرد کے لیے روشن خیالی کا حصول شامل ہے۔

The virtue of renunciation derives from Siddhartha's Great Going Forth, at which point he forsook his family and familial obligations as son, husband, and father.(8)

"ترک کرنے کی خوبی سدھارتھ کے عظیم اگلی منازل کی پیشقدمی سے ماخوذ ہے، اس وقت اس نے اپنے خاندان اور خاندانی ذمہ داریوں کو بطور بیٹا، شوہر اور باپ چھوڑ دیا۔"

شادی کا طریقہ بدھ مت کے کسی خاص آدرش یا تعلیم پر نہیں بلکہ پہلے سے موجود اور مروجہ ثقافتی رویوں پر منحصر ہے۔ نہ تو بدھ اور نہ ہی بدھ مت کی کتابیں شادی اور خاندانی زندگی کے بارے میں مخصوص ہدایات دیتی ہیں۔ تاہم، بہت ساری تفسیریں ہیں جو اس بارے میں آگاہی دیتی ہیں کہ کس طرح ازدواجی اور خاندانی زندگی خوشی سے گزاری جا سکتی ہے۔ بدھ مت کی اخلاقیات میں خاندانی زندگی کے اندر زور ان مناسب کرداروں اور ذمہ داریوں پر ہے جو شوہر اور بیوی کے تعلقات اور والدین اور بچے کے رشتے کی خصوصیت رکھتے ہیں۔

Husbands and wives are to cultivate respect, honor, and faithfulness towards one another. Parents are responsible for inculcating Buddhist ethics and practices in their children and, in turn, children are expected to be obedient and to preserve the traditions of the family.(9)

"شوہروں اور بیویوں کو ایک دوسرے کے لیے احترام، عزت اور وفاداری کو فروغ دینا لازم ہے۔ والدین اپنے بچوں میں بدھ مت کی اخلاقیات اور طریقوں کو فروغ دینے کے ذمہ دار ہیں، اور اس کے نتیجے میں، بچوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ فرمانبردار ہوں، اور خاندان کی روایات کو محفوظ رکھیں۔"

One of the primary means by which parents teach their children Buddhist beliefs and values is through participation in the life of religious community (sangha). Typically, in Buddhist homes, families erect a small shrine displaying

a statue of the Buddha:

بدھ مت میں خانقاہی یا ترکِ دنیا والے طرز زندگی اور مذہبی برادری یعنی سنگھا کے کردار نے خاندانی رشتوں کو ترک کرنے کو باقاعدہ بنادیا ہے:

The goal of detachment also impinges negatively upon family life. The inherent nature of families and family relationships produces attachments that constitute formidable obstacles to achieving detachment from worldly affairs and desires.(10)

"لاتعلقی کا مقصد خاندانی زندگی پر بھی منفی اثر ڈالتا ہے۔ خاندانوں اور خاندانی رشتوں کی فطری نوعیت ایسے ملحقات کو جنم دیتی ہے جو دنیاوی معاملات اور خواہشات سے لاتعلقی کے حصول میں زبردست رکاوٹیں بنتی ہے۔"

The practices for pursuing enlightenment are adult-oriented disciplines requiring significant amounts of time and effort in solitary study and meditation. Although these three factors adversely affect the role of family life, the vast majority of Buddhists are lay people with immediate and extended families.(11)

"روشن خیالی اور نروان کی پیروی کرنے کے طریقوں میں بالغوں پر مبنی مضامین ہیں، جن کے لیے تنہا مطالعہ اور مراقبہ میں کافی وقت اور محنت درکار ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ تین عوامل خاندانی زندگی کے کردار کو بری طرح متاثر کرتے ہیں، لیکن بدھ مت کے پیروکاروں کی اکثریت فوری اور بڑھے ہوئے خاندانوں والے عام لوگوں پر مشتمل ہے۔"

Because Buddhism does not espouse any particular form of the family or family relationships, Buddhist family life generally reflects pre-existing cultural and religious values, customs, and socially sanctioned modes of expression. Within Asian Buddhist cultures, this typically translates into a traditional, patriarchal family structure with clearly defined familial roles.(12)

"چونکہ بدھ مت خاندان یا خاندانی تعلقات کی کسی خاص شکل کی حمایت نہیں کرتا، اس لیے بدھ مت کی خاندانی زندگی عام طور پر پہلے سے موجود ثقافتی اور مذہبی اقدار، رسوم و رواج اور سماجی طور پر منظور شدہ اظہار کے طریقوں کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ دین ایشیائی بدھ ثقافتوں کے اندر، یہ عام طور پر ایک روایتی، پدرانہ خاندانی ڈھانچے کی ترجمانی کرتا ہے، جس میں واضح طور پر بیان کردہ خاندانی کردار ہوتے ہیں۔"

خاندان کے لیے بدھ مت کی بنیادی شراکت پانچ اخلاقی نسخوں، بشمول شادی، کردار اور توقعات، جنسیت، بچے اور طلاق پر مشتمل ہے، جو خاندانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے آگاہ کرتی ہے۔ اصل میں بدھ کی طرف سے خاندانوں اور عام لوگوں کے لیے جو رہبانیت کو اپنانے کے قابل نہیں ہیں، مندرجہ ذیل پانچ اصول ذاتی خوبیوں کو فروغ دینے کے لیے اخلاقی پابندیاں ہیں:

Abstaining from harming living beings; abstaining from taking what is not given; abstaining from sexual misconduct; abstaining from false speech; and abstaining from intoxicants.(13)

"جانداروں کو نقصان پہنچانے سے پرہیز؛ جو نہ دیا گیا ہو اسے لینے سے پرہیز، جنسی بد سلوکی سے پرہیز؛ جھوٹی تقریر سے پرہیز؛ اور نشہ آور چیزوں سے پرہیز کریں۔"

اگرچہ ان اصولوں میں سے کوئی بھی براہ راست خاندان کو مخاطب نہیں کرتا، لیکن یہ سماجی اور باہمی تعلقات کو کنٹرول کرتے ہوئے وہ خاندانی زندگی کے لیے ایک اخلاقی فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔

Buddhism does not regard marriage as a religious act, duty, or obligation. Instead, marriage is viewed as a civic or secular matter. Therefore, wedding ceremonies are not considered religious events, and Buddhist monks do not officiate during the service. Monks may, however, attend weddings, and they often pronounce blessings and recite protective rites for the couple.(14)

"بدھ مت شادی کو ایک مذہبی عمل، فرض یا ذمہ داری نہیں مانتا۔ اس کے بجائے، یہ شادی کو ایک شہری یا سیکولر معاملہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ لہذا، شادی کی تقریبات کو مذہبی تقریبات نہیں سمجھا جاتا، اور بدھ بھکشو خدمت کے دوران پاسبانی ذمہ داری نہیں لیتے ہیں۔ بھکشو، تاہم، شادیوں میں شرکت کرسکتے ہیں، اور وہ اکثر دعائیں کرتے ہیں اور جوڑے کے لیے حفاظتی رسومات پڑھتے ہیں۔"

شادیوں کا اہتمام ثقافتی روایات پر منحصر رہ کر کیا جاتا ہے۔ یہ یا تو دو خاندانوں کے درمیان کیا جاتا ہے، جیسا کہ بہت سے مشرقی ثقافتوں میں ہوتا ہے، یا مغرب کی طرح دو رضامند بالغوں کے درمیان طے کیا جاتا ہے۔ جبکہ یک زوجیت شادی کی اصولی شکل ہے:

Buddhism does not prohibit other forms, such as polygamy, polyandry, and group marriages. In fact, although not common, marriages of each of these types have existed within Asian cultures.(15)

"بدھ مت دوسری شکلوں، جیسے کثیر ازدواج، کثیر الدولہ، اور اجتماعی شادیوں کو منع نہیں کرتا۔ درحقیقت، اگرچہ عام نہیں، ان میں سے ہر ایک کی شادیاں ایشیائی ثقافتوں میں موجود ہیں۔"

سنگھا یعنی مذہبی برادری کی زندگی میں حصہ لینا ایک بنیادی ذریعہ ہے، جس کے ذریعے والدین اپنے بچوں کو بدھ مت کے عقائد اور اقدار سکھاتے ہیں۔ عام طور پر، بدھ گھروں میں، خاندان ایک چھوٹا سا مزار بناتے ہیں جس میں بدھ کا مجسمہ ہوتا ہے:

Some families set aside an entire shrine room. Before the Buddha shrine, families conduct daily, short religious services, especially on full moon and festival days. During these services, members of the family make devotional offerings of food, flowers, candles, and incense to the Buddha.(16)

"کچھ خاندانوں نے گھر میں مزار کا ایک پورا کمرہ الگ کر دیا ہے۔ بدھ کے مزار سے پہلے، خاندان روزانہ، مختصر مذہبی خدمات انجام دیتے ہیں، خاص طور پر پورے چاند اور تہوار کے دنوں میں۔ ان خدمات کے دوران، خاندان کے افراد بدھ کو کھانا، پھول، موم بتیاں اور بخور پیش کرتے ہیں۔"

وہ، پڑھائی کے ذریعے، تین پناہ گزینوں اور بدھ مت کے اخلاقی اصولوں کے لیے بھی اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں۔

"I take refuge in the Buddha. I take refuge in the Dharma. I take refuge in the Sangha."(17)

"میں بدھا میں پناہ لیتا ہوں۔ میں دھرم میں پناہ لیتا ہوں۔ میں سنگھا میں پناہ لیتا ہوں۔"

گھر سے باہر مذہبی خدمات میں باقاعدگی سے حاضری اور مذہبی تہواروں میں شرکت، مذہبی ہدایات پر مشتمل ہوتی ہیں۔

طلاق و متفرق احکام

طلاق، اگرچہ بدھ مت کے ماننے والوں کے لیے غیر معمولی ہے، لیکن ممنوع نہیں ہے:

It is expected that if a couple enters into marriage and adheres to Buddhism's ethical prescriptions for marital and family life, that divorce becomes a non-issue. If, however, a couple refuses to follow the ethical prescriptions, is unable to live in peace, harmony, and mutuality with one another, or in the event of extreme circumstances, such as adultery or violence, it is preferable for the marriage to be broken than for the marriage to destroy the couple or the family.(18)

یہ توقع کی جاتی ہے کہ اگر کوئی جوڑا شادی میں داخل ہوتا ہے اور ازدواجی اور خاندانی زندگی کے لیے بدھ مت کے اخلاقی نسخوں پر عمل کرتا ہے، تو وہ طلاق ایک غیر مسئلہ بن جاتی ہے۔ تاہم، اگر کوئی جوڑا اخلاقی نسخوں پر عمل کرنے سے انکار کرتا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ امن، ہم آہنگی اور باہمی تعلقات میں رہنے سے قاصر ہے، یا انتہائی حالات جیسے زنا یا تشدد کی صورت بنے، تو جوڑے یا خاندان کو تباہ کرنے کے لئے شادی کے تعلق کے مقابلے میں اسے توڑنا بہتر ہے۔"

اگرچہ بدھ مت میں عام طور پر شادی، یا غیر تولیدی جنس، بشمول ہم جنس پرستی، کی جنسیت کی مذمت نہیں کی جاتی، اور طلاق کو کئی لحاظ سے جائز سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ بدھ مت اسقاط حمل کو جان لینے کے مترادف کے طور پر مذمت کرتا ہے۔

اگرچہ اسقاط حمل قطعی طور پر ممنوع نہیں ہے، لیکن بدھ مت عام طور پر زندگی کو حمل سے شروع ہونے سے تصور کرتا ہے، اور حمل کو ختم کرنے کو پہلے اخلاقی اصول کی خلاف ورزی تصور کیا جاتا ہے۔

میانمار میں کئی دہائیوں تک فوجی حکمرانی رہی۔ اس کے بعد تیزی سے سیاسی اور سماجی تبدیلی دیکھی گئی۔ جمہوری دور میں بھکشوؤں کے کردار پر سوالات اٹھائے جاتے رہے ہیں۔ 2015ء میں، میانمار کی پارلیمنٹ میں نسل اور مذہب کے تحفظ کے نام پر چار قوانین منظور کیے گئے۔ یہ میانمار کی جمہوریت اور سیاسی منتقلی کا ایک نازک وقت تھا۔ اسی سال ملک میں پچیس سالوں میں پہلے آزادانہ، منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور شفاف عام انتخابات ہوئے۔

The laws seek to regulate marriages between Buddhist women and non-Buddhist men, to prevent forceful conversion through state control of conversion

from one religion to another, to abolish polygamy, and to promote birth control and family planning in certain regions of the country.[19]

یہ قوانین بدھ خواتین اور غیر بدھ مت مردوں کے درمیان شادیوں کو منظم کرنے، ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں تبدیلی کے معاملے میں ریاستی کنٹرول کے ذریعے زبردستی تبدیلی کو روکنے، تعدد ازدواج کو ختم کرنے، اور ملک کے بعض علاقوں میں پیدائشی کنٹرول اور خاندانی منصوبہ بندی کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔"

میانمار کے جمہوری عمل کے والے اس دورانیہ میں بدھ قوم پرستی عروج پر رہی۔ یہ ثقافتی تبدیلی اور سماجی عدم تحفظ کا وقت تھا۔

بدھ مت کی تعلیمات اور نظریات تھائی لینڈ میں ایک اور جہت پیش سے سمجھی گئی ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی، مانع حمل اور اسقاط حمل کے بارے میں مخلصانہ فیصلے کرنے میں لوگوں کے لیے مددگار ہیں:

Buddhist teachings support the nonviolent methods of birth control and family planning both in individual and national policy. There are some important Buddhist teachings in order to define the situation clearly, to give faithful interpretations of Buddhist teaching, and there are some illustrations to support the right to family planning and to express toleration in Buddhism for abortion.[20]

بدھ مت کی تعلیمات انفرادی اور قومی پالیسی دونوں میں پیدائشی کنٹرول اور خاندانی منصوبہ بندی کے عدم تشدد کے طریقوں کی حمایت کرتی ہیں۔ صورتحال کو واضح طور پر بیان کرنے کے لیے، بدھ مت کی تعلیمات کی کچھ اہم بدھ تعلیمات ہیں، اور خاندانی منصوبہ بندی کے حق کی حمایت اور اسقاط حمل کے لیے بدھ مت میں رواداری کے اظہار کے لیے کچھ مثالیں موجود ہیں۔

تھائی بدھ مت میں مقبولیت اور کام کا قانون اہم ہیں اور اسقاط حمل کے بارے میں بدھ مت کے رویوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

عائلی احکام کی رسومات

بدھ مت میں پنڈت کی شمولیت جیسی پاسبانی تخصیص سے ماوراء چند مباح رسومات ہیں۔ اکثر ایسے واقعات، ثقافتی رسومات ہوتے ہیں، جن میں بدھ مت کی بہت کم پاسبانی موجودگی یا شمولیت ہوتی ہے۔

Like marriage, this characteristic is due to the perception that many rites of passage are social, civic, or secular affairs. For example, Buddhist monks may attend birthing or naming ceremonies; however their role rarely extends beyond reading sacred texts or making blessing pronouncements. There are two noteworthy exceptions to this general rule: ordination and death.[21]

"شادی کی طرح، یہ خصوصیت اس خیال کی وجہ سے ہے کہ بہت سی مستحب رسمیں سماجی، شہری یا سیکولر معاملات ہیں۔ مثال کے طور پر، بدھ راہب پیدائش یا نام رکھنے کی تقریبات میں شرکت کر سکتے ہیں۔ تاہم ان کا کردار شاذونادر ہی مقدس نصوص

پڑھنے یا برکت کے اعلانات سے آگے بڑھتا ہے۔ اس عمومی اصول میں دو قابل ذکر مستثنیات ہیں: پاسبانی تخصیص اور موت۔"

بدھ مت کے مرد اور عورتیں زندگی بھر کے لیے یا، زیادہ عام طور پر، مختصر و مقررہ مدت کے لیے پاسبانی تخصیص و ترتیب کی راہ تلاش کرسکتے ہیں۔ تخصیص دینے کی تقریبات اور منتیں کئی مقاصد کو پورا کرتی ہیں:

They bestow the ordinand's family with karmic merit and honor, they reflect the highest aspirations of Buddhist life, and they signify entrance into adulthood and the larger society.(22)

"وہ پاسبانی تخصیص حاصل کرنے والے شخص کے خاندان کو کرمی قابلیت اور اعزاز سے نوازتے ہیں، وہ بدھ مت کی زندگی کی اعلیٰ ترین خواہشات کی عکاسی کرتے ہیں، اور وہ بالغ ہونے اور بڑے معاشرے میں داخل ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔"

No rite of passage, however, is more significant than death. Death and funeral rituals, unlike other rites of passage, are distinctively Buddhist.

مباح والی کوئی رسم، موت سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ موت اور آخری رسومات، اباحت کی دیگر رسومات کے برعکس، مخصوص طور پر بدھ مت کی پاسبانی میں ہیں۔

Death's association with rebirth produced highly ritualistic and elaborate ceremonies to prepare for death and to ensure that the deceased enters into nirvana after death (paranirvana). To prepare for death, monks recite religious texts to the dying, creating and maintaining for them a state of peace and tranquility in which they can enter into death.(23)

پونر جنم کے ساتھ، موت کی وابستگی نے انتہائی رسمی اور وسیع تقاریب پیدا کی ہیں۔ موت کی تیاری کے لیے اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ مرنے والے کے موت کے بعد نروان میں داخل ہونے کے لیے، راہب مرنے والوں کے لیے مذہبی نصوص پڑھتے ہیں، ان کے لیے امن اور سکون کی حالت پیدا کرتے اور اسے برقرار رکھتے ہیں، جس سے وہ موت میں داخل ہوسکتے ہیں۔"

Funeral rituals also involve reciting sacred texts. They include other religious practices as well, especially merit ceremonies designed to bestow additional karma upon the dead and protective rites to exorcise evil influences.(24)

"جنازے کی رسومات میں مقدس نصوص کی پڑھائی بھی شامل ہے۔ ان میں دیگر مذہبی رسومات بھی شامل ہیں، خاص طور پر استحقاق کی تقریبات جو مردہ پر اضافی کرما اور برے اثرات کو ختم کرنے کے لیے حفاظتی رسومات کے لیے تیار کی گئی ہیں۔"

موت اور آخری رسومات کی یہ دو خصوصیات اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بہت اہم ہیں کہ میت کو یا تو تناسخ کے چکر سے آزاد کر دیا گیا ہے یا پھر ایک شاندار پونر جنم حاصل کر لیا گیا ہے۔

سکھ مت میں عائلی احکام

سکھ مت غیر سامی ادیان میں جدید ترین دین ہے۔اس باب کی تیسری فصل میں سکھ مت کے عائلی احکام کا بیان ہے۔ سکھ مت میں سکھ کے لیے شادی فرض ہے۔ سکھ مت دنیا سے دستبردار ہونے کو مسترد کرتا ہے۔ایک سکھ کو گھر والے کی زندگی گزارنی چاہیے۔ناگزیر حالات کے علاوہ، سکھ کو اکیلے نہیں رہنا چاہیے۔سکھ مت مرد میں جنسی وجود سے انکار نہیں کرتا، لیکن بدکاری باعثِ ندامت وعار ہے:

There is no (so-called sacred) thread for sex organs and there is no such thread for females. Because of this (sexual sins) man's beard is ever spat upon.(25)

" جنسی اعضاء کے لیے کوئی (نام نہاد مقدس) دھاگہ نہیں ہے اور خواتین کے لیے ایسا کوئی دھاگہ نہیں ہے۔اس (جنسی گناہوں) کی وجہ سے انسان کی داڑھی پر تھوکا جاتا ہے۔"

شادی سے پاکیزگی

In Sikhism, marriage is not performed for gratification of sexual desire or for enjoyment of carnal pleasure. For a Sikh, a marriage partner is must in order to check him from committing sexual sins. Similarly, the purpose of marriage is not mere creation and upbringing of children.(26)

"سکھ مت میں، شادی جنسی خواہش کی تسکین کے لیے یا جسمانی لذت سے لطف اندوز ہونے کے لیے نہیں کی جاتی۔ایک سکھ کے لیے، ایک شادی شدہ ساتھی کو جنسی گناہوں کے ارتکاب سے روکنے کے لیے ضروری ہے۔اسی طرح شادی کا مقصد محض بچوں کی تخلیق اور پرورش نہیں ہے۔"

سکھ مت کے مطابق، جب لڑکی بالغ ہو جاتی ہے، تو یہ اس کے والدین پر فرض ہے کہ وہ اس کے لیے مناسب جوڑ تلاش کریں۔

شریکِ حیات کی خوبیاں

It is neither desirable nor proper to marry a girl at tender age. The daughter of a Sikh should be given in marriage to a Sikh. If a man is a believer in Sikhism, is humble by nature, and earns his bread by honest means, with him matrimony may be contracted without a question and without consideration for wealth and riches. Sikh marriages are usually arranged. The people from other cultures do not always properly interpret the word 'arranged'.(27)

"کم عمری میں لڑکی سے شادی کرنا مناسب نہیں۔ سکھ کی بیٹی کی شادی سکھ سے کر دی جائے۔اگر کوئی آدمی سکھ مت کا ماننے والا ہے، فطرت سے عاجز ہے، اور اپنی روٹی ایمانداری سے کماتا ہے، تو اس کے ساتھ بغیر کسی سوال کے اور مال و دولت کا خیال رکھے بغیر شادی کا معاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

شادی سے خاندانوں میں قربت

سکھوں کی شادیاں عموماً منظم اور طے شدہ ہوتی ہیں۔ دوسری ثقافتوں کے لوگ لفظ منظم کی صحیح تشریح نہیں کرتے:

An arranged marriage does not mean forcing man or woman into wedlock of parents' choice only. It is agreeing to marriage proposed by mutual discussion between the man and the woman on one side and his and her parents and relatives on the other.(28)

طے شدہ شادی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد یا عورت کو صرف والدین کی پسند کی شادی پر مجبور کیا جائے۔ یہ ایک طرف مرد اور عورت اور دوسری طرف اس کے اور اس کے والدین اور رشتہ داروں کے درمیان باہمی بات چیت سے تجویز کردہ شادی پر رضامندی ہے۔

یہ درحقیقت سب کی منظوری کے ساتھ صحیح ساتھی کا انتخاب ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مرد اور عورت کو خود اپنے والدین کو اپنی رضامندی پہنچانے کے لیے ایک دوسرے کو جاننا چاہیے۔

کثرت ازواج کے احکام

سکھ مت خاندانی زندگی اور یک زوجگی کو پسند کرتی ہے۔ عورتوں کو ایک شوہر کا وفادار ہونا چاہیے اور دوسروں کو اپنے بیٹوں اور بھائیوں کی طرح دیکھنا چاہیے، اسی طرح:

Be faithful to your 'one wife', see others as your daughters and sisters.(29)

"اپنی ایک بیوی کے ساتھ وفادار رہیں، دوسری عورتوں کو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی طرح دیکھیں۔

شادی کو انتہائی اہمیت دی جاتی ہے اور مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ وہ اپنے روحانی راستے اور زندگی میں مقصد کو بانٹنے کے لیے ایک ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ مثالی خاندان وہ ہے جہاں میاں بیوی اور ان کے بچوں اور نواسوں کے درمیان باہمی محبت اور احترام ہو اگر کوئی ہو۔ آنند میرج ایکٹ 1909 نے بیوی کو اس کے شوہر کے برابر درجہ دیا۔ شادی شراکت داروں کے درمیان ایک مستقل رشتہ قائم کرتی ہے اور اس ایکٹ کے تحت طلاق کا کوئی بندوبست نہیں ہے، سکھوں کی شادی (آنند کارج) ایک رسم ہے نہ کہ سول معاہدہ۔

شرومنی گرودوارہ پربندھک کمیٹی کے ذریعہ شائع کردہ سکھ رہت شادی دستاویز میں کہا گیا ہے:

In normal circumstances, no Sikh should marry a second wife if the first wife is alive.(30)

"عام حالات میں پہلی بیوی کے زندہ ہونے کی صورت میں کوئی سکھ دوسری شادی نہیں کر سکتا۔"

بھائی منویر سنگھ مندرجہ بالا شق کے بارے میں مزید معلومات فراہم کرتے ہیں، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

Although the concept of marital 'divorce' is not mentioned in the Sikh Rehat Maryada document or any Sikh scriptural source, the clause "in normal circumstances…" ("ਆਮ ਹਾਲਤਾਂ ਵਿਚ…"), which was added in the 1945 edition,

suggests that in exceptional circumstances a Sikh can remarry whilst their initial spouse is still alive.(31)

"اگرچہ ازدواجی 'طلاق' کا تصور سکھ رہت شادی دستاویز یا کسی سکھ صحیفہ کے ماخذ میں ذکر نہیں کیا گیا ہے، لیکن شق "عام حالات میں۔۔۔۔" جو 1945 کے ایڈیشن میں شامل کی گئی تھی، تجویز کرتی ہے کہ غیر معمولی حالات میں ایک سکھ دوبارہ شادی کر سکتا ہے جب کہ ان کا ابتدائی شریک حیات زندہ ہو۔"

طلاق کے احکام

سکھ مت میں طلاق کا کوئی تصور یا مریادہ یعنی کوڈ نہیں ہے۔ دیوانی طلاق کو بہت سنگین معاملہ سمجھا جاتا ہے۔

When the marriage takes place the husband and wife agree in the presence of Sri Guru Granth Sahib Ji to stay with each other and love and honor each other for life. This should be honoured by both parties to their best of their abilities. If marital discord takes place, the community intervenes. Panj Pyaaray can be asked to help resolve the situation.(32)

"جب شادی ہوتی ہے تو میاں بیوی سری گرو گرنتھ صاحب جی کی موجودگی میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے اور زندگی بھر ایک دوسرے سے محبت اور عزت کرنے پر راضی ہوتے ہیں۔ دونوں جماعتوں کو ان کی بہترین صلاحیتوں کے مطابق اس کا احترام کرنا چاہیے۔ اگر ازدواجی تنازعہ ہو جائے تو برادری مداخلت کرتی ہے۔ پنج پیارے سے صورتحال کو حل کرنے میں مدد کے لیے کہا جا سکتا ہے۔"

First some senior members of the Sangat (community) may be asked to intervene and help to resolve any differences. Secondly, the Panj Piaray can be asked to help resolve the situation. There is always pressure on the couple to resolve their differences in a amicable manner and help is freely given by the senior members of the Gurdwara or Sangat.(33)

"پہلے سنگت (کمیونٹی) کے کچھ سینئر ممبران سے مداخلت اور کسی بھی اختلافات کو حل کرنے میں مدد کرنے کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ پنج پیارے سے صورتحال کو حل کرنے میں مدد کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ جوڑے پر ہمیشہ دباؤ رہتا ہے کہ وہ اپنے اختلافات کو خوش اسلوبی سے حل کریں اور گردوارہ یا سنگت کے سینئر ممبران کی طرف سے آزادانہ مدد کی جاتی ہے۔"

In some very extreme, abnormal or rare circumstances marital breakdown, the Sangat or Panj Pyaare can give permission to someone to re-marry; however, even then there is no religious ceremony for divorce. The couple can, however, obtain a divorce under the Civil law of the land. In the olden times if the marriage broke down in an extreme circumstance, the woman would leave her husband and go and stay with her parents.(34)

"کچھ انتہائی غیر معمولی حالات میں ازدواجی ٹوٹ پھوٹ، سنگت یا پنج پیارے کسی کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ تاہم، تب بھی طلاق کے لیے کوئی مذہبی تقریب نہیں ہے۔ تاہم، جوڑے ملک کے دیوانی قانون کے تحت طلاق حاصل کر سکتے ہیں۔ پرانے زمانے میں اگر شادی کسی شدید حالات میں ٹوٹ جاتی تو عورت اپنے شوہر کو چھوڑ کر والدین کے پاس رہتی۔"

Nowadays, the partners may live separately, or apply for a civil divorce. However, the Panj Piaare, elder Gursikhs or Sangat should be consulted. Marriage is not however considered something that can be formed and broken at will. It is a commitment made in front of God and to be relieved of that commitment to the other person some very extenuating circumstances must be present.(35)

"آج کل، شریک حیات الگ الگ رہ سکتے ہیں، یا سول طلاق کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔ تاہم، پنج پیارے، بزرگ گور سکھوں یا سنگت سے مشورہ کیا جانا چاہیے۔ تاہم شادی کو ایسی چیز نہیں سمجھا جاتا جو اپنی مرضی سے بنی اور ٹوٹی ہو۔ یہ ایک عہد ہے جو خدا کے سامنے کیا گیا ہے اور دوسرے شخص کے ساتھ اس عہد سے چھٹکارا پانے کے لیے کچھ انتہائی پریشان کن حالات کا ہونا ضروری ہے۔"

First, some senior members of the Sangat (community) may be asked to step in and help resolve the differences. Second, the Panj Piaray can be asked for help in resolving the situation. Whenever there is pressure on the couple to resolve their differences in a friendly way the high members of the Gurdwara offer their help.(36)

سب سے پہلے، سنگت (کمیونٹی) کے کچھ سینئر ممبران سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اختلافات کو حل کرنے میں مدد کریں۔ دوسرا، صورت حال کو حل کرنے میں پنج پیارے سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ جب بھی جوڑے پر اپنے اختلافات کو دوستانہ طریقے سے حل کرنے کے لیے دباؤ آتا ہے تو گرودوارے کے اعلیٰ اراکین ان کی مدد کرتے ہیں۔

بھائی منویر سنگھ بتاتے ہیں کہ سکھ روایت کے مطابق، اگر ازدواجی ناہمواری ہوتی ہے تو کچھ ایسے پروٹوکول ہوتے ہیں جن کی پیروی کرنے کی ایک سکھ سے توقع کی جاتی ہے۔ اس میں گور سنگت یا پنج پیارے شامل ہوں گے (یعنی پانچ منتخب مذہبی طور پر اعلیٰ صلاحیت والے سکھ جو کہ سری گرو گرنتھ صاحب جی کی موجودگی میں گرو کی نمائندگی کرتے ہیں)۔ سکھ رہت مریم کے 1936 کے ایڈیشن کے مطابق، گڑ سنگت کو مندرجہ ذیل طور پر بیان کیا گیا ہے:

Where there are even a small number of Sikhs they will form a 'Gur-Sangat'. The more people there are, the better it is. Where there are at least five tyaar-bar-tyaar (fully disciplined) Amritdharis in the presence of Sri Guru Granth Sahib Ji it is called 'Gur-Sangat'.(37)

"جہاں سکھوں کی بھی بہت کم تعداد ہے وہ بنائیں 'گڑ سنگت' گے۔ جتنے زیادہ لوگ ہیں، اتنا ہی بہتر ہے۔ جہاں سری گرو گرنتھ صاحب جی کی موجودگی میں کم از کم پانچ مکمل نظم وضبط والے لوگ جو امرت دھری ہوں اسے گر سنگت کہا جاتا ہے۔"

بھائی منویر سنگھ خالصہ رقمطراز ہیں:

If there is marital disharmony, the Sangat should intervene and provide guidance in resolving any issues in accordance with Gurmat. Secondly, the Panj Piaare can be asked to help resolve the situation. Any Gurmat based resolution

given by the Panj Piaare should be honoured by both parties involved. In some very extreme, abnormal or rare circumstances of marital breakdown, the Gur-Sangat or the Panj Piaare can give permission to someone to re-marry; however, even then there is no religious ceremony or process for divorce as divorce is a civil matter.(38)

اگر ازدواجی ناہمواری ہو تو سنگت کو مداخلت کرنی چاہیے اور کسی بھی مسئلے کو گرومت کے مطابق حل کرنے کے لیے رہنمائی فراہم کرنی چاہیے۔ دوم، پنج پیارے سے صورتحال کو حل کرنے میں مدد کے لیے کہا جاسکتا ہے۔ پنج پیارے کی طرف سے دی گئی کسی بھی گرومت پر مبنی قرارداد کو شامل دونوں فریقوں کو احترام کرنا چاہیے۔ ازدواجی ٹوٹ پھوٹ کے کچھ انتہائی، غیر معمولی یا غیر معمولی حالات میں، گر سنگت یا پنج پیارے کسی کو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ تاہم، تب بھی طلاق کے لیے کوئی مذہبی تقریب یا عمل نہیں ہے کیونکہ طلاق ایک دیوانی معاملہ ہے۔"

اگرچہ طلاق کے بارے میں کوئی خاص سرکاری حکم نہیں ہے، یکم مارچ 2005 کو اس وقت کے اکال تخت کے جتھیدار نے طلاق اور دوبارہ شادی کا ذکر کیا:

The charges of polygamy put Giani Iqbal Singh, Jathedar [head-priest], Patna Sahib, in a fix yesterday when the Jathedar, Akal Takht, Giani Joginder Singh Vedanti, announced that without divorce, second marriage by a Sikh is violation of the 'Sikh rehat maryada,' approved by the S.G.P.C. and the Akal Takht.(39)

تعدد ازدواج کے الزامات نے گزشتہ روز گیانی اقبال سنگھ، جتھیدار یعنی سردار پجاری، پٹنہ صاحب کو اس وقت پھنسایا جب اکال تخت کے جتھیدار، گیانی جوگندر سنگھ ویدانتی نے اعلان کیا کہ طلاق کے بغیر، سکھ کی دوسری شادی سکھ رہت شادی، 'ایس جی پی سی سے منظور شدہ اور اکال تخت کی خلاف ورزی ہے۔"

ازدواجی ٹوٹ پھوٹ کے کچھ انتہائی، غیر معمولی یا نایاب حالات میں گورسنگت یا پنج پیارے مستقل علیحدگی اور دوبارہ شادی کی اجازت دیتے ہیں۔ تاہم، جوڑے کو زمین کے دیوانی قانون کے تحت طلاق حاصل کرنا ہوگی۔ پرانے زمانے میں اگر شادی کسی شدید حالات میں ٹوٹ جاتی تو عورت اپنے شوہر کو چھوڑ کر اپنے والدین کے پاس رہتی۔ آج کل، شریک حیات الگ الگ رہ سکتے ہیں، یا سول طلاق کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔ تاہم، پنج پیارے، بزرگ گورسکھوں یا سنگت سے مشورہ کیا جانا چاہیے۔ شادی کو ایسی چیز نہ سمجھا جائے جو اپنی مرضی سے بنتی اور ٹوٹتی ہو۔ یہ ایک عہد ہے جو واہے گرو کے سامنے کیا گیا ہے اور دوسرے شخص کے ساتھ اس عہد سے چھٹکارا پانے کے لیے کچھ انتہائی نازک حالات کا ہونا ضروری ہے اور گرو سنگت یا پنج پیارے کی شکل میں گرو کی طرف سے منظور شدہ ہونا ضروری ہے۔

Remarriage may be solemnized in the same manner as the Anand marriage.(40)

" اگر کسی کو دوبارہ شادی کرنا ہو تو وہ آنند کاراج کی تقریب کے ساتھ دوبارہ شادی کر سکتے ہیں۔"

The idea that 'sacrifice' is intrinsic to being married and that women

have to be flexible and accommodating towards a husband and his family was pronounced in my conversations with women who were not happy with their marital situation.1 Manjeet, whose marriage had been arranged in Punjab to a Sikh migrant in Tanzania, claimed that she 'accepted many things that have been bad' for fear that her husband could easily have asked her to leave. Manjeet had not actually been told to leave, but she tolerated her husband's behaviour to the extent.(41)

یہ خیال کہ شادی شدہ ہونے کے لیے سمجھوتہ بنیادی بات ہے اور یہ کہ خواتین کو شوہر اور اس کے خاندان کے لیے لچکدار اور موافق ہونا چاہیے، میری ان خواتین کے ساتھ بات چیت میں واضح ہوا جو اپنی ازدواجی صورت حال سے خوش نہیں تھیں۔ پنجاب میں تنزانیہ میں ایک سکھ تارکین وطن سے، دعویٰ کیا کہ اس نے 'بہت سی چیزیں قبول کیں جو بری تھیں' اس ڈر سے کہ اس کا شوہر آسانی سے اسے چھوڑنے کے لیے کہہ سکتا تھا۔ منجیت کو در حقیقت وہاں سے جانے کے لیے نہیں کہا گیا تھا، لیکن اس نے اپنے شوہر کے رویے کو اس حد تک برداشت کیا۔"

متفرق عائلی احکام

شمالی ہند کے تمام نسلی گروہوں اور لوگوں میں سے سکھ قومیت ان پنجابی بولنے والے سکھوں کی ہے، جنہوں نے بین الاقوامی طور پر اعلیٰ سطح کی سیاسی اور سماجی نمائندگی حاصل کی ہے۔ سکھ ایک مذہبی فرقے سے زیادہ ہیں۔ سکھوں کی پنجاب کے ایک خاص حصے کے مشترکہ آباؤاجداد پر مبنی عام خصوصیات ہیں۔ ان کی جلد کا رنگ اور جسم پنجابیوں کی طرح ہیں اور ان کا مرکز امر تسر ہے۔ سکھ الگ نسل نہیں ہیں کیونکہ نسلی بنیاد پر، سکھ مت کے آغاز سے پہلے وہ پنجاب کے دوسرے باشندوں سے ممتاز نہیں تھے۔

صنفی مساوات کے آثار سکھ قانونی نظام کے اندر موجود ہیں جو مذہب سے اخذ ہوتے ہیں۔ گرو گرنتھ کے مطابق، دھرم تب کامیاب ہوتا ہے جب پوری زمین میں برابری ہو جاتی ہے۔ مزید برآں، گرو گوبند سنگھ نے اعلان کیا:

*It is imperative that his people recognise a single cast of humanity. Within the community there is a saying that a Sikh should a Brahmin in piety, a Kshatriya in defence of truth and the oppressed, a Vaishya in business ventures and professional drive, and a Shundra in serving humanity. It is encouraged that Sikhs share the core values of each caste but do not belong to any of them.*42

یہ ضروری ہے کہ اس کے لوگ انسانیت کی ایک ذات کو پہچانیں۔ کمیونٹی کے اندر ایک کہاوت ہے کہ ایک سکھ کو تقویٰ میں برہمن، سچائی اور مظلوموں کے دفاع میں ایک کشتریہ، کاروباری منصوبوں اور پیشہ ورانہ مہم میں ویشیا اور انسانیت کی خدمت میں شوندرا ہونا چاہیے۔ یہ حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ سکھ ہر ذات کی بنیادی اقدار کا اشتراک کرتے ہیں لیکن وہ ان میں سے کسی سے تعلق نہیں رکھتے۔

عائلی اور سماجی استحکام میں انصاف پسندی، سکھ مت کی تعلیمات میں دین و صداقت کے مترادف ہے:

In Sikh tradition, the key term used for justice is niau that literally means justice. Oftentimes dharam is also applied, which in its Punjabi meaning stands for righteousness in order to convey the meaning of justice in the sense of a moral order to provide a strong foundation for harmony and social stability. It is believed that 'An attack on dharam is an attack on justice, on righteousness, and on the moral order generally.'[43]

سکھ روایت میں، انصاف کے لیے استعمال ہونے والی کلیدی اصطلاح نئیایا ہے جس کے لفظی معنی انصاف کے ہیں۔ اکثر اوقات اس کے لیے دھرم کا اطلاق بھی ہوتا ہے، جس کا پنجابی معنی صداقت ہوتا ہے، تاکہ ہم آہنگی اور سماجی استحکام کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرنے کے لیے اخلاقی حکم کے معنی میں انصاف کے معنی بیان کیے جائیں۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دھرم پر حملہ انصاف، راستبازی اور عام طور پر اخلاقی نظام پر حملہ ہے۔

بحیثیت قوم، سکھ ابتداء میں مغلوں کے خلاف جیت گئے، اور پنجاب میں ایک سلطنت قائم کی۔ تاہم بعد میں وہ انگریزوں کے خلاف پہلی اور دوسری سکھ جنگوں کے دوران سلطنت کھو بیٹھے۔ وہ ایک الگ قوم کے طور پر اہل ہونے یا الگ قومیت رکھنے میں کامیاب نہیں ہوئے تھے کیونکہ ان کی بادشاہی میں کافی حد تک پہچان اور مستقل مزاجی کی کمی تھی۔ اس کے باوجود، سکھوں کو ایک نسلی گروہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان کے ارکان نسلی خصوصیات سے ماخوذ ایک الگ کمیونٹی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ قانونی تناظر میں، سکھ نسلی اصل کو ہندوستانی آئین کی پینتالیسویں ترمیم کے ایکٹ مجریہ 1976ء میں تسلیم کیا گیا ہے۔

موکش کے روحانی مقصد کے ساتھ ساتھ، سکھ گروؤں نے اپنے معاشرے کے اندر کمزور اور پست لوگوں کے لیے نئے امکانات پیدا کرنے کی کوشش کی۔

Trough their poetry they verbalised a need for a radical transformation with the intention to better the life of the oppressed, with particular attention to women and the low caste. [44]

اپنی شاعری کے ذریعے انہوں نے مظلوموں کی زندگی کو بہتر بنانے کے ارادے سے ایک بنیادی تبدیلی کی ضرورت کو زبانی بیان کیا کہ خاص طور پر خواتین اور نچلی ذات پر توجہ دی جائے۔

عدل و انصاف گرو کی خاصیت ہے، اور گرو گرنتھ صاحب اسی راستبازی کا دوسرا نام ہے:

The basic source for understanding the Sikh approach related to the ideas of Restorative Justice is the Adi Granth, the sacred scripture of the Sikhs. It also refers to as the Guru Granth Sahib, which indicates a confession of faith in the scripture as Guru. Adi Granth carries the same status and power of authority as the ten Gurus, starting from Guru Nanak through Guru Gobind Singh. For this reason, mercy, reconciliation, forgiveness, healing and reintegration are the central principles of the Restorative Justice approach. [45]

بحالی انصاف کے نظریات سے متعلق سکھ نقطہ نظر کو سمجھنے کا بنیادی ذریعہ آدی گرنتھ ہے، جو سکھوں کا مقدس صحیفہ ہے۔ اسے گرو گرنتھ صاحب بھی کہا جاتا ہے، جو صحیفے میں گرو کے طور پر ایمان کے اعتراف کی نشاندہی کرتا ہے۔ آدی گرنتھ میں وہی حیثیت اور اختیار کی طاقت ہے جو دس گروؤں کی ہے، جو گرو نانک سے شروع ہو کر گرو گوبند سنگھ تک ہے۔ اس وجہ سے، رحم، مفاہمت، معافی، شفایابی اور دوبارہ انضمام بحالی انصاف کے نقطہ نظر کے مرکزی اصول ہیں۔

سکھ گروؤں نے خواتین کو مقام اور وقار دینے کی کوشش کی۔ گرو نانک اور ان کے تمام جانشین اپنے معاشرے میں خواتین کو متاثر کرنے والے تشدد سے واقف تھے۔

Customs degrading women were powerfully denounced. Such as sati which is burning a widow alive or purdab, which is veiling as well as beliefs in menstrual pollution. [46]

خواتین کی تذلیل کرنے والی رسومات کی شدید مذمت کی گئی، جیسے ستی، جو بیوہ کو زندہ جلانے کی رسم ہے یا پرداب، جو پردہ کرنے کے ساتھ ساتھ ماہواری کی آلودگی سے متعلق حکم ہے۔

گرو نانک صاحب کی اہم تعلیمات یہ ہیں:

Each must be judged for the deeds he/she performs by the faultiness judge in a perfect court. Those who are justified stand radiant in glory, bearing upon them the mark of grace. All who enter are recognised, Nanak, the false distinguished from those who are true. Divine justice takes virtue and vice into account, and in accordance with people's actions, some are brought near to the divine presence, while others are banished afar.[47]

ایک بہترین عدالت میں ناقص جج کے ذریعہ ہر ایک کو ان کاموں سے جانچا جانا چاہئے جو وہ انجام دیتا ہے۔ جو راستباز ہیں وہ جلال میں چمکتے ہوئے کھڑے ہیں، ان پر فضل کا نشان ہے۔ داخل ہونے والے تمام لوگوں کو پہچانا جاتا ہے، نانک، جھوٹے کو سچے سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ جب کہ دوسروں کو دور سے نکال دیا جاتا ہے۔ الٰہی انصاف خوبیوں اور برائیوں کو مد نظر رکھتا ہے اور لوگوں کے اعمال کے مطابق بعض کو خدائی حضوری کے قریب لایا جاتا ہے جبکہ بعض کو دور بھگا دیا جاتا ہے۔"

خدائی انصاف کی بنیاد مظلوم کے حق میں انتقامی نمونے پر ہے۔ یہ نمونہ اعلیٰ اور اس دونوں دنیاؤں میں توجیہ اور اثر رکھتا ہے۔ دونوں دنیاؤں میں مظلوم کو انصاف ملتا ہے۔

سکھ مت خدا کی تلاش میں مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کو فروغ دیتا ہے۔ سکھ قانونی نظام ایک ترقی پسند، آگے سوچنے والا قانونی نظام ہے، جو ذات پات کے نظام کو مسترد کرتا ہے اور کمیونٹی کے کمزور ارکان کی حمایت کرتا ہے۔

There is no priesthood in Sikhism. Also, celibacy is rejected. In addition, wife is viewed as an essential partner for moral and spiritual development. The rules of conduct and the religious duties are the same for both men and women. In fact, men and women have the same status quo. As a matter of fact, as early

as Guru Amar Das, women were also appointed as religious leaders.[48]

سکھ مت میں کوئی پروہت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ، راہبانہ اصول کو مسترد کر دیا جاتا ہے، اور بیوی کو اخلاقی اور روحانی ترقی کے لیے ایک لازمی شریک کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اخلاق اور مذہبی فرائض مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں ہیں۔ درحقیقت مرد اور عورت کی حالت یکساں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گرو امر داس کی جانب سے خواتین کا بھی پاسبانی تخصیص کی رہنماؤں کے طور پر تقرر کیا گیا تھا۔

سکھ نظریہ کرما کے تصور کو یکسر بدل دیتا ہے۔ گرونانک کے مطابق کرما کا قانون قابل تسخیر ہے۔

Karma is subject to the higher principle of the 'divine Order', which can be defined as an 'all-embracing principle, the sum total of all divinely inspired laws; and it is a revelation of the nature of God.' In terms of the Restorative Justice approach, the core values are mercy, forgiveness, compassion and benevolence in the justice process.[49]

کرما الٰہی حکم کے اعلیٰ اصول کے تابع ہے، جس کی تعریف سب کو اپنانے والے اصول کے طور پر کی جا سکتی ہے، تمام الٰہی و الہامی قوانین کا مجموعہ؛ اور یہ خدا کی فطرت کا مکاشفہ ہے۔ بحالی انصاف کے نقطہ نظر کے لحاظ سے رحم، معافی، شفقت اور انصاف کے عمل میں احسان بنیادی اقدار ہیں۔

سکھوں کو ہندوستان میں رہنے والا ایک نسلی گروہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کی سکھ فقہی مریادا، سکھ مت کے دینی طرز عمل پر مبنی قانونی نظام ہے، جو سکھ لوگوں کی زندگیوں پر حکمرانی کرتا ہے۔

سکھوں کا قانونی نظام سکھ مت کی بنیادی اقدار کی عکاسی کرتا ہے، جس میں ذات پات کے نظام کے نقطہ نظر کی مذمت کرتے ہوئے خواتین اور مظلوموں کے لیے لڑنے کے لیے سماجی مساوات اور اخلاقی فرائض کے نظریات شامل ہیں۔ گروؤں کے پیغام کو رسمی شکل دینے کی اپنی کوشش میں، سکھ رہت مریادا نے کئی اصول وضع کیے، جو خواتین پر مظالم سے نمٹنے کے لیے بہت اہم ہیں:

- *Sikh women should not veil their faces.*
- *It prohibits infant homicide as well as association with people who would practice it.*
- *It enables widows to remarry. Such ceremony should be considered the same as the first marriage – which is different from the custom where the widow was shamefully wrapped in a sheet and carried away to a brother of the dead husband.*[50]

سکھ خواتین کو اپنے چہرے پر پردہ نہیں کرنا چاہیے۔

یہ نوزائیدہ بچوں کے قتل کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے ساتھ تعلق کو بھی منع کرتا ہے جو ایسا عمل کریں گے۔

یہ بیواؤں کو دوبارہ شادی کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اس طرح کی تقریب کو پہلی شادی کی طرح ہی سمجھا جانا چاہئے۔ یہ اس

رسم سے مختلف ہے، جہاں بیوہ کو شرم کے ساتھ چادر میں لپیٹ کر، مردہ شوہر کے بھائی کے پاس لے جایا جاتا تھا۔

معافی، شفقت، رحم، سمجھ بوجھ اور دیگر متعلقہ خوبیاں سکھوں کے قانونی نظام میں بحالی انصاف کے عمل کو آسان بناتی ہیں۔ تاہم، پروفیسر ویزلی کریگ کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے:

In order to restore the balance in the restorative approach, he stresses the need to consider a fine line in the application of the virtues of mercy, compassion, forgiveness and understanding in the judicial process so that they are not used inappropriately.[51]

ایسی خوبیاں انصاف کو مایوس کر سکتی ہیں۔ بحالی کے نقطہ نظر میں توازن بحال کرنے کے لیے، وہ عدالتی عمل میں رحم، ہمدردی، معافی اور فہم کے فضائل کے اطلاق میں ایک باریک لکیر پر غور کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے تاکہ ان کا نامناسب استعمال نہ ہو۔

سکھوں کا قانونی نظام بنیادی طور پر مذہبی قانون پر مبنی ہے۔ ان کے فوجداری نظام انصاف نے بحالی انصاف کے نقطہ نظر کو اپنایا ہے۔ بحالی انصاف بخشش اور رحم کے اصولوں پر مبنی ہے۔ مزید برآں، یہ سکھ گروؤں نے تسلیم کیا ہے کہ مختلف سزاؤں کا اطلاق مختلف لوگوں پر ہونا چاہیے کیونکہ جرم کرنے کی ترغیب ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتی ہے۔ سکھ مت کے مریادا قوانین میں عائلی احکام مزید یوں بیان کیے گئے ہیں:

• Sikhs should be free of all superstitions and not refuse to eat at the home of their married daughter. The assumption underlying this injunction most likely is that a daughter should not be treated asan object or piece of property given away to her husband and his family.

• Dowry is prohibited. By all means, neither a girl nor a boy should be married for money. Child marriages are not permitted. A girl should marry only when she has attained physical and mental maturity.

•There is no specific prohibition against abortion.[52]

سکھوں کو تمام توہمات سے پاک ہونا چاہیے اور اپنی شادی شدہ بیٹی کے گھر کھانے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ اس حکم امتناعی کا بنیادی مفروضہ غالباً یہ ہے کہ بیٹی کو اس کے شوہر اور اس کے خاندان کو دی جانے والی چیز یا جائیداد کا ٹکڑا نہیں سمجھا جانا چاہیے۔

جہیز ممنوع ہے۔ بہر حال پیسے کے لیے اپنے لڑکی اور لڑکے کی شادی نہیں کرنی چاہیے۔ کم سن بچوں کی شادیوں کی اجازت نہیں ہے۔ لڑکی کو اس وقت شادی کرنی چاہیے جب وہ جسمانی اور ذہنی بالغ ہو جائے۔

اسقاط حمل کے خلاف کوئی خاص ممانعت نہیں ہے۔

سکھ قانونی نظام کی اہم خصوصیات میں ناانصافی کے خلاف جنگ، بحالی انصاف، سب کے درمیان اور خاص طور پر مردوں اور عورتوں کے درمیان برابری پر زور دینا ہے۔ مزید برآں، مردوں اور عورتوں کے درمیان برابری کو مضبوط کرنے کے لیے سکھ

مت نے بہت سے احکام و قوانین متعارف کرائے ہیں، جو خواتین کو آزادی اور مساوی حقوق فراہم کرتے ہیں، جبکہ بچوں کی شادیوں، جبری شادیوں، ملکیت کی شادی کو روکتے ہیں اور ایسا کوئی قاعدہ نہیں ہے جو واضح طور پر اسقاط حمل کو روکتا ہو۔

خلاصہ

بدھ مت اور سِکھ مت برصغیر کے دو اہم مذاہب ہیں جنہوں نے معاشرتی، اخلاقی اور خاندانی زندگی کی تشکیل میں گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ دونوں مذاہب اپنے تاریخی، فکری اور روحانی پس منظر میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، تاہم ان کے عائلی نظام میں کئی پہلو ایسے ہیں جو انسانی سماج کی بنیادی ضروریات کو ایک نئے زاویے سے دیکھتے ہیں۔ یہ تحقیقی مطالعہ دونوں مذاہب کے عائلی احکام، معاشرتی اصولوں، ازدواجی و خاندانی ذمہ داریوں اور اخلاقی بنیادوں کا تنقیدی و تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے۔ بدھ مت میں انسانی زندگی کا مرکزی محور روحانی پاکیزگی اور خواہشات سے نجات ہے، جس کے اثرات خاندان کے تصور پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ بدھ مت شادی کو ایک سماجی معاہدہ قرار دیتا ہے نہ کہ مذہبی فریضہ۔ اس نظام میں طلاق کی اجازت ہے، تاہم زور باہمی احترام، اخلاقی ذمہ داری، عدم تشدد، سچائی، کفایت شعاری اور ضبطِ نفس پر دیا جاتا ہے۔ والدین کی ذمہ داری بچوں کو اخلاقی اصول سکھانا اور انہیں متوازن زندگی کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ بدھ مت میں ترکِ دنیا کے رجحان کے باوجود گھریلو زندگی مکمل طور پر نظر انداز نہیں کی جاتی، بلکہ اسے انسان کے کردار سازی کے ایک اہم مرحلے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اس کے مقابلے میں سِکھ مت خاندان کو نہ صرف سماجی اکائی بلکہ مذہبی تربیت گاہ بھی سمجھتا ہے۔ سکھ تعلیمات میں شادی ایک مقدس مذہبی تقریب" — **آنانْد کارج** — "کے ذریعے انجام دی جاتی ہے جس کا مقصد مرد و عورت کے درمیان محض سماجی رشتہ قائم کرنا نہیں بلکہ انہیں روحانی اور عملی زندگی کے سفر میں باہمی تعاون کے لیے مضبوط بنانا ہے۔ سکھ مت میں خاندان کو اخلاقی اقدار جیسے محنت، سچائی، دیانت داری، ایثار اور مذہبی وابستگی کے فروغ کا بنیادی مرکز مانا جاتا ہے۔ والدین کی ذمہ داری بچوں کی جسمانی، عقلی اور روحانی تربیت کرنا ہے۔ طلاق کو پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا اور خاندان کی مضبوطی کو مذہبی اخلاقیات کا لازمی حصہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہ تحقیق ازدواجی حقوق و فرائض، خاندانی ڈھانچے، وراثتی امور، تربیتِ اولاد، سماجی ذمہ داریوں، جنسی اخلاقیات اور معاشرتی ہم آہنگی جیسے موضوعات پر دونوں مذاہب کی تعلیمات کا تنقیدی جائزہ پیش کرتی ہے۔ بدھ مت کی تعلیمات زیادہ تر اخلاقی رہنمائی پر مشتمل ہیں، جبکہ سِکھ مت میں عائلی ڈھانچے کو مضبوط رکھنے کے لیے واضح مذہبی احکامات موجود ہیں۔ دونوں مذاہب میں انسان دوستی، محبت، امن پسندی، اور اخلاقی زندگی پر زور دیا گیا ہے، مگر ان کی عملی صورت، قانونی حیثیت اور مذہبی اہمیت میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ تحقیق کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ بدھ مت کا عائلی نظام زیادہ لچک دار اور انفرادی آزادی پر مبنی ہے، جبکہ سکھ مت کا نظام اجتماعی ذمہ داری، خاندان کی مضبوطی اور مذہبی وابستگی پر تاکید کرتا ہے۔ اس تقابل سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگرچہ دونوں مذاہب کا پس منظر مختلف ہے، لیکن دونوں نے اپنے ماننے والوں کے لیے ایک ایسا عائلی و اخلاقی نظام فراہم کیا ہے جو معاشرتی استحکام، اخلاقی تربیت اور انسانی اقدار کے فروغ میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ یہ تنقیدی مطالعہ نہ صرف دونوں مذاہب کے عائلی احکام کے درمیان مشترکات اور اختلافات کو نمایاں کرتا ہے بلکہ یہ بھی دکھاتا ہے کہ بدھ مت اور سکھ مت

نے برصغیر کی سماجی و خاندانی زندگی کی تشکیل میں کس قدر اہم کردار ادا کیا ہے، اور یہ تعلیمات آج کے جدید معاشرتی تناظر میں کس حد تک قابلِ عمل اور رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

(1) Encyclopedia of Buddhism, Editor: Edward A. Irons, Facts On File, Inc. New York, 2008 (437).

(2) Bernard Faure, The Red Thread: Buddhist Approaches to Sexuality (Princeton, N.J.: Princeton University Press, 1998)

(3) Rita M. Gross, "Sexuality: Buddhist Perspectives," in William M. Johnston, ed., Encyclopedia of Monasticism (London: Fitzroy Dearborn, 2000), 1154–1156.

(4) Encyclopedia of Buddhism, 2008 (437).

(5) Bernard Faure, The Red Thread, 1998)

(6) Encyclopedia of Buddhism, 2008 (438).

(7) Douglas Wile, Art of the Bedchamber: The Chinese Sexual Yoga Classics including Women's Solo Meditation Texts (Albany: State University of New York Press, 1992).

(8) Erricker, C. (1995). Buddhism. Lincolnwood, IL: NTC/Contemporary Publishing.

(9) Images in Soto Zen by I. Reader, 1989 (8).

(10) Gross, R. M. (1998). Soaring and Settling: Buddhist Perspectives on Contemporary Social and Religious Issues. New York: Continuum.

(11) Stevens, J. (1990). Lust for Enlightenment: Buddhism and Sex. Boston: Shambhala.

(12) Canda, E. R., and Phaobtong, T. (1992). "Buddhism as a Support System for Southeast Asian Refugees." Social Work 37:61–67.

(13) The Buddhist Handbook by J. Snelling, 1991 (21).

(14) Gross, R. M. (1998). Soaring and Settling: Buddhist Perspectives on Contemporary Social and Religious Issues. New York: Continuum.

(15) Buddhism as a Support System for Southeast Asian Refugees by E. R. Canda, 1992 (63).

(16) Nishiyama, H. (1995). "Marriage and Family Life in Soto Zen Buddhism." Dialogue and Alliance 9:49–53.

(17) The Life of the Buddha by P. E. Karetzky, 1992 (9).

(18) Smith, H. (1991). "Buddhism." In The World's Religions: Our Great Wisdom Traditions. New York: Harper-Collins.

(19) Vidhu Verma, and Aakash Singh Rathore (eds), Secularism, Religion, and Democracy in Southeast Asia, Oxford Academic, Delhi, 2020, pp. 194-212

(20) Maguire, Daniel C. (ed.), Sacred Rights: The Case for Contraception and Abortion in World Religions, Oxford Academic, New York, 2011 (23).

(21) Gross, R. M. (1998). Soaring and Settling: Buddhist Perspectives on Contemporary Social and Religious Issues. New York: Continuum.

(22) The Life of the Buddha by P. E. Karetzky, 1992 (9).

(23) Fujii, M. (1983). "Maintenance and Change in Japanese Traditional Funerals and Death-Related Behavior." Japanese Journal of Religious Studies 10:39–64.

(24) Images in Soto Zen by I. Reader, 1989 (8).

(25) Michael, Busby Jr. Sikhism Marriage and Divorce, Houston, Texas, 2017 (713).

(26) https://www.busby-lee.com/sikhism-marriage-and-divorce/

(27) Michael, Busby Jr. Sikhism Marriage and Divorce, Houston, Texas, 2017 (713).

(28) https://www.busby-lee.com/sikhism-marriage-and-divorce/

(29) Bhai Gurdaas Ji, Vaar 6: Pauri 8.

(30) S.G.P.C. Sikh Reht Maryada (English), Amritsar: Dharam Parchar Committee. 2004.

(31) Singh, Bhai Manvir, Sikh Rehat Maryada: History, Guiding Principles and a Contextual Translation' (2020) UK, p. 180.

(32) Michael, Busby Jr. Sikhism Marriage and Divorce, Houston, Texas, 2017 (713).

(33) https://www.busby-lee.com/sikhism-marriage-and-divorce/

(34) Michael, Busby Jr. Sikhism Marriage and Divorce, Houston, Texas, 2017 (713).

(35) https://www.busby-lee.com/sikhism-marriage-and-divorce/

(36) https://www.quora.com/What-are-the-marriage-laws-mentioned-in-Sikhism

(37) S.G.P.C., Sikh Reht Maryada. Amritsar: Dharam Parchar Committee. 2006. Chapter 11, Article 18

(38) Singh, Bhai Manvir, Sikh Rehat Maryada: History, Guiding Principles and a Contextual Translation' (2020) UK, p. 180.

(39) https://www.sikhanswers.com/what-is-the-sikh-attitude-to-divorce/

(40) Singh, Bhai Manvir, (2020). The Sikh Rehat Maryada: History, Guiding Principles & a Contextual Translation. UK: Namastwang Publishers: Chapter 11, Article 18

(41) Kanwal Mand, Marriage and Migration through the Life Course: Experiences of Widowhood, Separation and Divorce amongst Transnational Sikh Women, p. 286, DOI:https://doi.org/10.4135/9788132100324.n11

42 Singh, N. G. K. Sikhism, Elsevier Inc. 2012, p.109

43 Hadley, M. L. The Spiritual Roots of Restorative Justice, State University of New York Press, 2001 p. 199.

44 Sikhism by N. G. K. Singh, p.109.

45 Jaffar, Saad, and Nasir Ali Khan. "ENGLISH-THE RIGHTS AND DUTIES OF MINORITIES IN ISLAMIC WELFARE STATE AND ITS IMPLEMENTATION IN THE CONTEMPORARY WORLD." The Scholar Islamic Academic Research Journal 7, no. 2 (2021): 36-57.

46 Sikhism by N. G. K. Singh, p.109.

47 Jaffar, Saad, Muhammad Ibrahim, Faizan Hassan Javed, and Sonam Shahbaz. "An Overview Of Talmud Babylonian And Yerushalmi And Their Styles Of Interpretation And Legal Opinion About Oral Tradition." Webology 19, no. 2 (2022).

48 Sikhism by N. G. K. Singh, p.109.

49 The Spiritual Roots of Restorative Justice by M. L. Hadley, p.200.

50 Sikhism by N. G. K. Singh, p.110.

51 The Spiritual Roots of Restorative Justice by M. L. Hadley, p.203.

52 Sikhism by N. G. K. Singh, p.110.